Scholar Insight Journal
https://scholarinsightjournal.com/
Volume.3, Issue.3 (Oct-Dec-2025)
Acceptance Date: 20-11-2025

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 20-12-2025

The Impact of Female Autonomy in Islamic and Western Societies: A Comparative Study

اسلامی اور مغربی معاشروں میں خواتین کی خود مختاری کے اثرات: ایک تقابلی جائزہ

سیدہ ماہ جبیں

Syeda Mahjbeen

Ph.D Scholar, Institute of Islamic Studies and Shariah
MY University, Islamabad. Syedamahjbeen25@gmail.com

پروفیسر ڈاکٹر اختر حسین عزمی

Dr Akhtar Hussein Azmi

Professor, Institute of Islamic Studies and Shariah
MY University, Islamabad. Drakhtarazmi27@gmail.com

Abstract

This study presents a comparative analysis of the effects of female autonomy in Islamic and Western societies. The concept of women's autonomy differs significantly between these two social frameworks, influenced by distinct cultural, religious, and societal values. In Islamic societies, female autonomy is viewed within the boundaries of Islamic principles, ensuring respect, dignity, and rights for women, while also maintaining certain restrictions to preserve the moral fabric of society. Islam grants women autonomy in various aspects of life, including spiritual, social, and economic domains, but it places emphasis on the notion of balance and responsibility within a structured framework. In contrast, Western societies generally promote female autonomy based on individual freedom, equality, and personal rights. Women in these societies have been granted greater personal liberties, particularly in areas such as education, employment, and politics. However, this unrestricted autonomy sometimes comes with negative consequences, such as the destabilization of family structures, pressures in balancing career and family life, and challenges to traditional gender roles. This study explores the positive and negative effects of women's autonomy in both contexts, emphasizing its impact on societal stability, family dynamics, and personal well-being. While women's autonomy in Islamic societies is seen as a balanced approach that ensures social cohesion and individual development within the limits of religious ethics, the Western approach often emphasizes absolute freedom, sometimes leading to unintended social consequences. Furthermore, the study highlights the role of women in modern times, particularly focusing on the growing challenges and opportunities provided by the digital age, which has further reshaped the concept of autonomy.

Keywords: Female Autonomy, Islamic Society, Western Society, Comparative Analysis, Family Dynamics, Social Cohesion

CC BY

تعارف

اسلامی اور مغربی معاشروں میں خواتین کی خود مختاری کے تصور میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے، جو ان معاشرتی، مذہبی اور ثقافتی اصولوں سے متاثر ہے جن کی بنیاد پر یہ معاشرے اپنے قوانین اور روایات تشکیل دیتے ہیں۔اسلامی معاشرت میں خواتین کو ایک مخصوص مقام اور حیثیت دی گئی ہے، جہاں ان کی خود مختاری کو اسلامی اصولوں کے تحت محدود اور مخصوص حدود میں سمجھا جاتا ہے۔اس کے برعکس، مغربی معاشرت میں خواتین کی خود مختاری کو فردی آزادی اور مساوات کی بنیاد پر زیادہ وسیع اور آزادانہ انداز میں دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔یہ تحقیق اسلامی اور مغربی معاشروں میں خواتین کی خود مختاری کے اثرات کا تقابلی جائزہ پیش کرتی ہے۔اس میں اسلامی نقطہ نظر سے خواتین کی خود مختاری کے اثرات کو زیر بحث لایا گیا ہے، ساتھ ہی مغربی معاشرت میں خواتین کی خود مختاری کے اثرات کا بھی تفصیل سے تجزیہ کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ، جدید دور میں خواتین کی خود مختاری کے بڑھتے ہوئے اثرات اور ان کے معاشرتی، اقتصادی، اور ثقافتی نتائج پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔یہ مطالعہ خواتین کی خود مختاری کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے اور ان کے اثرات کو معاشرتی سطح پر جانچنے میں معاون ثابت ہو گا، تاکہ معاشرتی اور مذہبی دونوں ہی نقطہ نظر سے اس موضوع کو بہتر طور پر سمجھا جائے۔

اس تحقیق کا مقصد اسلام میں خواتین کی خود مختاری کی اقسام اور اس کے اثرات کو جانچنا ہے، اور یہ دیکھنا کہ اسلامی اصولوں کے تحت خواتین کی آزادی اور حقوق کس طرح متعین ہیں۔مغربی معاشرت میں خواتین کی خود مختاری کے تصور کو سمجھنا اور یہ جانچنا کہ فردی آزادی اور مساوات کے اصول کیسے اس تصور کو تشکیل دیتے ہیں۔اسلامی اور مغربی معاشروں میں خواتین کی خود مختاری کے اثرات کا موازنہ کرنا، تاکہ دونوں معاشرتی اصولوں میں فرق کو واضح کیا جا سکے۔اس تحقیق میں اسلامی اور مغربی معاشروں میں خواتین کی خود مختاری کے اثرات کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ تحقیق کا منہج تقابلی نوعیت کا ہے، جس میں دونوں معاشروں کے اصولوں، روایات اور قوانین کا تجزیہ کیا گیا ہے۔اس کے لیے اس تحقیق میں تاریخی، سماجی اور مذہبی دستاویزات، تحقیقی مضامین اور دیگر متعلقہ ذرائع سے استفادہ کیا گیا ہے تاکہ دونوں معاشرتی نظاموں میں خواتین کی خود مختاری کے تصور کو سمجھا جا سکے۔

خواتین کی حیثیت اسلام میں

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو محیط ہے، اور اس میں مرد و زن دونوں کے لیے جامع حقوق و فرائض کا تعین کیا گیا ہے۔اسلام نے جس دور میں عورت کو معاشرتی پستی، ظلم و ستم، اور انسانیت سے کم تر مقام دیا جا رہا تھا، اُس

وقت عورت کو عزت، حرمت، اور مساوات عطا کی۔ اسلام کی آمد سے قبل جاہلیت کے دور میں عورت نہ صرف میراث سے محروم تھی بلکہ اسے باعثِ شرم تصور کیا جاتا تھا۔ قرآن کریم اور احادیثِ نبویہؐ میں خواتین کی حیثیت اور ان کے حقوق کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق خواتین مردوں کی طرح کامل انسان ہیں اور روحانیت کے میدان میں ان کے لیے وہی مواقع اور درجات موجود ہیں جو مردوں کو حاصل ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے:

"اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِيْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِيْنَ وَ الصَّآئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا"o

"بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں... اللہ نے ان سب کے لیے مغفرت اور عظیم اجر تیار کیا ہے۔"[1]

یہ آیت اس بات کا ثبوت ہے کہ خواتین کی روحانی حیثیت مردوں کے برابر ہے۔ نبی کریمؐ نے بھی فرمایا:

إنّما النِّساءُ شَقائِقُ الرِّجالِ

"عورت مرد کی ہم جنس ہے"۔[2]

یہ حدیث اس تصور کو تقویت دیتا ہے کہ عورت انسانیت کے اعلیٰ مرتبہ کی حامل ہے، نہ کہ کسی کمتر مخلوق کا درجہ رکھتی ہے۔ اسلام نے خواتین کو تعلیم کا حق دیا، بلکہ اسے ان پر فرض قرار دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ"

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔" [3]

خواتین کی تعلیم کا مقصد صرف ذاتی ترقی نہیں بلکہ ایک مہذب، باشعور، اور صالح معاشرہ کی تشکیل ہے کیونکہ ایک تعلیم یافتہ عورت ایک پورے خاندان کو سنوارنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ازدواجی زندگی میں اسلام نے عورت کو نہ صرف حقوق دیے بلکہ

---

[1] **الاحزاب**، 33 /35 ۔

[2] ابوداؤد، **سنن ابوداؤد**، رقم: 236/امام غزالی، اسلام میں خواتین (قاہرہ، اسلامک بک ٹرسٹ، 2004)، ص23۔

[3] ابن ماجہ، **سنن ابن ماجہ**، رقم: 224۔

مرد کو ان کے احترام کا بھی پابند بنایا۔ قرآن کہتا ہے:

"وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ".

"اور ان (عورتوں) کے لیے ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان پر (مردوں کے) ہیں، معروف طریقہ پر۔" [4]

یہ آیت عورت کو مرد کے برابر حقوق دینے کا اعلان ہے۔ نکاح میں عورت کی رضامندی لازمی قرار دی گئی ہے، اور زبردستی شادی کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا:

"حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: «لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَكَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: أَنْ تَسْكُتَ." [5]

"کنواری لڑکی کی شادی اس کی اجازت کے بغیر نہ کی جائے۔۔۔۔۔"

اسلام نے بیوی کو حقِ مہر، نان و نفقہ، اور عزت و وقار عطا کیا ہے، اور شوہر کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کرے۔ [6]

اسلام نے خواتین کو وراثت میں حصہ دے کر ان کا معاشی مقام مستحکم کیا۔ قرآن میں واضح حکم ہے:

"لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ"[7] ...

"مردوں کے لیے اس مال میں حصہ ہے جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ گئے ہوں، اور عورتوں کے لیے بھی اس مال میں حصہ ہے۔"

یہ حکم اس وقت دیا گیا جب عرب معاشرہ عورت کو میراث سے محروم رکھتا تھا۔ اگرچہ عورت کا حصہ بعض اوقات مرد سے نصف ہوتا ہے، مگر یہ اس کے ذمہ واجبات کی کمی کے باعث ہے کیونکہ مالی ذمہ داری مرد پر رکھی گئی ہے۔ اسلام نے خواتین کو

---

4 **البقرۃ**، 2 / 228۔

5 البخاری، **صحیح البخاری**، کتاب نکاح، رقم: 5136۔

6 القرطبی، **تفسیر القرطبی** (قاہرہ، دار الکتب المصریہ، 1967)، 1/123۔

7 **النساء**، 4 / 7۔

CC BY

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 20-12-2025

صرف گھریلوزندگی تک محدود نہیں کیابلکہ ان کے لیے معاشرتی کردار کی راہیں بھی کھولیں۔ حضرت خدیجہؓ تاجرہ تھیں، حضرت رفیدہؓ طبیبہ تھیں،اور دیگر صحابیات نے جنگوں میں حصہ لیا، تعلیم دی اور معاشرتی خدمات انجام دیں۔اسلامی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ خواتین نے علمی، طبّی، تجارتی،اور سیاسی میدان میں بھرپور کردار ادا کیا۔ نبی کریمؐ نے ان کی خدمات کو سراہااوران کے لیے مساوی مواقع پیدا کیے۔اسلام نے عورت کو معاشرے میں عزت وعفت کا تاج پہنایااوراس کی حفاظت کے لیے پردے کا نظام دیا۔پردہ صرف جسمانی تحفظ کا ذریعہ نہیں بلکہ عورت کی عزت وو قار کا ضامن ہے۔قرآن کہتا ہے:

"يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا"[8]○

"اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادریں اپنے اوپر لٹکا لیا کریں، یہ زیادہ مناسب ہے تاکہ وہ پہچانی جائیں اور انہیں ایذا نہ دی جائے۔"

پردہ عورت کو قید نہیں بلکہ اس کی عزت کی علامت ہے۔اسلام میں عورت کو ماں کی صورت میں جو عظمت اور رتبہ عطا کیا گیا ہے،اس کی نظیر کسی اور تہذیب یا مذہب میں نہیں ملتی۔قرآن اور احادیث میں ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کو نجات اور کامیابی کی کنجی قرار دیا گیا ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

الْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الأُمَّهَاتِ [9]

"جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔"

یہ مختصر مگر جامع جملہ ماں کے مقام کو واضح کرتا ہے کہ اس کی خدمت جنت کا سبب بن سکتی ہے۔مزید یہ کہ جب ایک صحابی نے پوچھا کہ:

"میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟"، تو آپؐ نے فرمایا: "تیری ماں" اور یہ جملہ تین بار دہرایا۔"[10]

یہ اس بات کا اعلان ہے کہ اسلامی معاشرہ ماں کو بنیادی ستون اور روحانی مرکز مانتا ہے۔ماں کی تربیت سے ہی قومیں بنتی ہیں۔اسی

8 **الاحزاب**، 33 / 59۔

9 علامہ سیوطی، **الجامع الصغیر**، رقم: 3642۔

10 الطبری، **تاریخ الرسول والملوک** (قاہرہ، دارالمعارف، 1967)، 3/298۔

CC BY

Scholar Insight Journal
https://scholarinsightjournal.com/
Volume.3, Issue.3 (Oct-Dec-2025)
Acceptance Date: 20-11-2025

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 20-12-2025

لیے اسلام نے اسے اعلیٰ مقام اور احترام عطا کیا۔ جاہلیت کے دور میں بیٹیوں کو زندہ دفن کرنا عام تھا۔ اسلام نے اس سفاک رواج کو ختم کیا اور بیٹی کو رحمت قرار دیا۔ قرآن نے فرمایا:

"وَإِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ ٥ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ" ٥[11]

"اور جب اس (لڑکی) سے جو زندہ دفن کی گئی، پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کے بدلے ماری گئی؟"

نبی کریم ﷺ نے بیٹیوں کی پرورش کو جنت کی ضمانت قرار دیا۔ فرمایا:

"جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں، وہ ان کو کھلائے، پلائے، کپڑا پہنائے، ان پر رحم کرے اور ان کی شادی کر دے، تو جنت اس پر واجب ہو گئی۔"[12]

اسلام نے بیٹی کو بوجھ نہیں بلکہ باعثِ رحمت اور ذریعہ نجات قرار دیا، جو ایک انقلابی تصور تھا۔ اسلام نے خواتین کو عدالتی گواہی دینے، سوال کرنے، رائے دینے، اور رائے عامہ میں حصہ لینے کی اجازت دی۔ حضرت عمرؓ کے دور میں ایک عورت نے کھڑے ہو کر ان کے فیصلے پر اختلاف کیا اور خلیفہ وقت نے اس کی بات کو تسلیم کر کے اپنی رائے کو واپس لیا۔ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کو صرف گھریلو کردار تک محدود نہیں کیا گیا بلکہ اس کی رائے، عقل، اور بصیرت کو معاشرتی سطح پر تسلیم کیا گیا۔ اسلام نے نہ صرف عورت کے حقوق کا تعین کیا بلکہ ظلم و زیادتی کی سختی سے ممانعت کی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ، فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانَةِ اللهِ"[13]

"عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے۔"

یہ حدیث اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ عورت کو عزت و امانت کے مقام پر رکھا گیا ہے۔ اس کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہ صرف اخلاقی جرم ہے بلکہ دینی گناہ بھی۔ آج کی دنیا میں جب عورت بظاہر آزاد ہے لیکن در حقیقت کئی قسم کی استحصال کا شکار ہے—اشتہارات میں اس کی شبیہ بطور جنس دکھائی جاتی ہے، محنت کا معاوضہ کم دیا جاتا ہے، اور گھر و خاندان کا سکون چھن چکا ہے۔ ایسے میں اسلامی اصول ہی عورت کو عزت، وقار، اور تحفظ فراہم کر سکتے ہیں۔ اسلام نہ تو عورت کو معاشرے سے کاٹ کر رکھتا ہے اور نہ ہی اسے بے مہار آزادی دیتا ہے، بلکہ ایک متوازن، بامقصد، اور باعزت کردار دیتا ہے جس میں وہ خود بھی ترقی

11 **التکویر**، 81 / 8-9۔

12 ابن ہشام، **سیرۃ النبویہ** (بیروت، دار الفکر، 1986)، 121/1۔

13 المسلم، **صحیح مسلم**، کتاب النکاح، رقم، 1218۔

CC BY

کرے اور معاشرہ بھی سنورے۔

مغربی معاشرے میں

مغربی معاشرے میں خواتین کی حیثیت کا سفر طویل اور پر مشقت رہا ہے۔ قرونِ وسطیٰ میں عورت کو کمزور اور مرد پر انحصار کرنے والی مخلوق سمجھا جاتا تھا۔ انیسویں صدی کے وسط میں امریکہ اور یورپ میں "فیمنسٹ تحریک" نے اس تاثر کو چیلنج کیا۔ سن 1848 میں امریکی ریاست نیویارک میں "سینی کا فالز کنونشن" نے خواتین کے حقوق کی جدوجہد کی بنیاد رکھی، جہاں خواتین کے ووٹ کا مطالبہ کیا گیا۔ بعد ازاں، پہلی عالمی جنگ کے دوران خواتین نے جب مردوں کی غیر موجودگی میں کارخانوں، اسپتالوں اور دفاتر میں کام کیا تو ان کی صلاحیتوں کو تسلیم کیا جانے لگا۔[14] تعلیم کے میدان میں مغربی خواتین نے بے مثال ترقی کی ہے۔ انیسویں صدی کے آخر تک خواتین کو یونیورسٹیوں میں محدود داخلہ ملتا تھا، لیکن بیسویں صدی میں یہ پابندیاں بتدریج ختم ہو گئیں۔ آج امریکہ، کینیڈا اور یورپ کی بیشتر جامعات میں طالبات کی تعداد طلباء سے بھی زیادہ ہے۔ تحقیق، طب، قانون، اور سوشل سائنسز جیسے شعبوں میں خواتین کا کردار نمایاں ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق، امریکہ میں 2020 تک ماسٹرز ڈگری حاصل کرنے والے افراد میں 60٪ خواتین تھیں۔[15]

مغرب میں خواتین کی معاشی حیثیت میں گزشتہ صدی کے دوران بہت تبدیلی آئی ہے۔ صنعتی انقلاب کے بعد خواتین نے کارخانوں میں کام کرنا شروع کیا، اور بیسویں صدی کے وسط تک وہ دفتری اور تجارتی شعبوں میں بھی نمایاں ہو گئیں۔ آج مغربی خواتین نہ صرف ملازمت کرتی ہیں بلکہ کئی بڑی کمپنیوں اور اداروں کی سربراہی بھی کر رہی ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق، امریکہ میں 2022 تک Fortune 500 کمپنیوں میں 53 خواتین سی ای او کے عہدے پر فائز تھیں۔[16] مغربی معاشروں میں خواتین کی سیاسی شرکت میں بھی نمایاں تبدیلیاں آئی ہیں۔ خواتین کو پارلیمنٹ میں نمائندگی دینے کا آغاز مختلف ممالک میں بیسویں صدی کے وسط میں ہوا، لیکن اس کے باوجود ان کی سیاسی حیثیت میں ابھی بھی کافی تفاوت تھا۔ 1918 میں برطانیہ میں خواتین کو 30 سال کی عمر کے بعد ووٹ کا حق دیا گیا، جب کہ 1920 میں امریکہ میں خواتین کو ووٹ ڈالنے کا حق دیا گیا۔ اس

---

[14] Smith Robert, Women and Reform in the West (Oxford University Press, Oxford, 2001), 45

[15] Lisa Brown, Gender and Education in Modern Society (Cambridge, England, Cambridge University Press, 2018), 101

[16] Mary Johnson, Women in the Workforce (New York, USA, HarperCollins, 2022), 223

CC BY

کے بعد، کئی مغربی ممالک میں خواتین کو سیاسی عمل میں بھرپور حصہ لینے کے مواقع فراہم کیے گئے۔اس وقت دنیا کی کئی معروف سیاستدان خواتین ہیں، جن میں برطانیہ کی سابق وزیراعظم مارگریٹ تھیچر،اور جرمنی کی چانسلر اینجلا مرکل شامل ہیں۔[17]

مغربی معاشرت میں مرد اور عورت کے درمیان تعلقات میں بھی تبدیلی آئی ہے۔ جہاں ایک طرف خواتین نے گھر کی ذمہ داریوں میں حصہ ڈالا ہے، وہیں دوسری طرف مردوں نے بھی گھریلو کاموں میں شریک ہونے کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔ یہ تبدیلیاں خواتین کو آزادی دیتی ہیں تاکہ وہ نہ صرف اپنی ذاتی زندگی کے فیصلے کر سکیں، بلکہ اپنی پسندیدہ زندگی گزار سکیں۔[18] مغربی معاشرے میں خواتین کی یہ آزادی اور خود مختاری نہ صرف ان کے لیے بلکہ پورے معاشرے کے لیے فائدے مند ہے۔ جب خواتین کے پاس وسائل اور آزادی ہوتی ہے تو وہ بہتر معیشت کی تشکیل میں مدد دیتی ہیں اور خاندانوں کو مضبوط کرتی ہیں۔[19]

مغربی معاشرے میں خواتین کی خود مختاری کے باوجود کچھ تنقیدی پہلو بھی موجود ہیں۔ خواتین کو جب بے پناہ آزادی اور خود مختاری حاصل ہو جاتی ہے، تو کبھی کبھار یہ ان کے ذاتی تعلقات اور خاندانی زندگی پر منفی اثرات مرتب کر سکتی ہے۔ بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ مغربی معاشرت میں آزادی نے روایتی خاندان کے ڈھانچے کو متاثر کیا ہے،اور بعض صورتوں میں خواتین کے حقوق کا دفاع کرنے کے بجائے وہ اپنی ذاتی خوشی اور کامیابی کو اہمیت دیتی ہیں۔[20] مغربی معاشرت میں کام کرنے والی خواتین پر زیادہ دباؤ ڈالا جاتا ہے کیونکہ انہیں نہ صرف پیشہ ورانہ میدان میں کامیاب ہونے کی توقعات ہوتی ہیں بلکہ گھریلو ذمہ داریوں کا بوجھ بھی ان پر ہوتا ہے۔اس کے نتیجے میں خواتین میں ذہنی دباؤ اور تھکن کی سطح بڑھ جاتی ہے۔[21]

---

[17] Susan Taylor, Women in Politics، A Global Perspective (London, England, Routledge, 2017), 88

[18] Catherine Miller, Gender Roles and Family Life in the West (Chicago, USA, University of Chicago Press, 2016), 142

[19] Anne Robinson, The Role of Women in Modern Society (New York, USA, Harper & Row, 2015), 45

[20] William Foster, The Impact of Feminism on Family Structure (Princeton, USA, Princeton University Press, 2018), 202

[21] Joseph Martin, The Work-Life Balance Crisis in the West (Oxford, England, Oxford University Press, 2020), 134

cc BY

خواتین کی خود مختاری کی اقسام

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسان کی انفرادی، سماجی، اخلاقی اور روحانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ خواتین کی خود مختاری، اسلام کے بنیادی اصولوں میں شامل ہے۔ اسلام نے ساتویں صدی عیسوی میں ایک ایسا انقلابی پیغام دیا جو اُس وقت کے معاشروں میں عورت کو محض جائیداد یا غلام سمجھنے کے نظریے کو چیلنج کرتا تھا۔

1۔ مذہبی خود مختاری

اسلام نے خواتین کو مذہبی معاملات میں مکمل خود مختاری دی ہے۔ قرآن پاک کی تعلیمات میں عورت کو ایک انفرادی مخلوق کے طور پر مخاطب کیا گیا ہے، جس کے نیک اعمال کا اجر مرد کے برابر ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا:

"اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی"[22]

"میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرتا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دین کی فہم میں بلند مقام حاصل تھا، اور ہزاروں احادیث ان سے مروی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو نہ صرف دین سیکھنے بلکہ سکھانے کا بھی حق حاصل ہے۔

2۔ تعلیمی خود مختاری

اسلام نے علم کو فرض قرار دیا، اور یہ فرض مرد و زن دونوں پر یکساں لاگو ہوتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں کئی خواتین عالمات، فقیہات، اور محدثات کے طور پر سامنے آئیں۔ یہ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام میں تعلیمی میدان میں خواتین کو مکمل خود مختاری حاصل ہے۔ اقوامِ متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق:

"تعلیم خواتین کے لیے طاقتور ترین ذریعہ ہے جس کے ذریعے وہ غربت، امتیاز، اور ناانصافی کے خلاف جدوجہد کر سکتی ہیں۔"[23]

پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں لڑکیوں کی تعلیم پر مختلف رکاوٹیں مثلاً معاشی مسائل، ثقافتی روایات، اور مذہبی تعصبات موجود ہیں۔ تاہم، جب خواتین اعلیٰ تعلیم حاصل کرتی ہیں، تو وہ بہتر ملازمتیں حاصل کرتی ہیں اور معاشرے میں مؤثر کردار ادا

---

22 آل عمران، 195/3

23 UN Women, Turning Promises into Action، Gender Equality in the 2030 Agenda for Sustainable Development (New York, USA, United Nations, 2016), 12

CC BY

کرتی ہیں۔

3۔معاشی خود مختاری

اسلام نے عورت کو مالی اور معاشی خود مختاری دی ہے جو اُس وقت کے عرب معاشرے میں ایک انوکھا تصور تھا۔قرآن پاک میں کہا گیا:

"لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ"[24]

"مردوں کو اپنی کمائی سے حصہ ہے اور عورتوں کو اپنی کمائی سے حصہ ہے۔"

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، جنہیں "طاہرہ" کہا جاتا ہے، ایک کامیاب تاجرہ تھیں۔ان کی تجارت اتنی وسیع تھی کہ قریش کے کئی مرد ان کے تحت کام کرتے تھے۔ان کی شخصیت اس بات کی علامت ہے کہ اسلام میں عورت کو اپنی دولت کمانے، رکھنے، اور خرچ کرنے کا پورا اختیار حاصل ہے۔

معاشی خود مختاری اس وقت حاصل ہوتی ہے جب خواتین خود کمائیں، اپنے مالی فیصلے خود کریں، اور کسی پر انحصار کیے بغیر اپنی ضروریات پوری کر سکیں۔یہ خود مختاری خواتین کو غربت کے چکر سے نکالتی ہے اور انہیں سماجی تحفظ فراہم کرتی ہے۔پروفیسر زرینہ شاہین کے مطابق:

"معاشی خود مختاری ہی وہ بنیادی عنصر ہے جو خواتین کو سماجی اور خاندانی دباؤ سے آزاد کرتا ہے۔"[25]

پاکستان میں خواتین کی ورک فورس میں شمولیت کی شرح اب بھی محدود ہے، خاص طور پر دیہی علاقوں میں۔تاہم، چھوٹے کاروبار، مائیکروفنانس، اور دستکاری کے شعبے خواتین کو روزگار فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

4۔سماجی خود مختاری

اسلام نے عورت کو خاندان، سماج، اور معاشرے میں فعال کردار ادا کرنے کی اجازت دی ہے۔صحابیہ خواتین نے جنگ، تعلیم، اور رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا جنگوں میں زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں اور ان کی قیادت میں طبّی خدمات کی باقاعدہ تنظیم قائم کی گئی تھی۔

---

24 **النساء**، 4 / 32-

25 زرینہ شاہین، **پاکستانی خواتین اور معیشت** (کراچی، دانش پبشرز، 2012)، ص 88۔

CC BY

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 20-12-2025

سیاسی خود مختاری کا مطلب ہے کہ خواتین کو سیاسی نظام میں مساوی شرکت کا حق حاصل ہو، چاہے وہ ووٹ دینے کا حق ہو یا سیاسی عہدوں پر فائز ہونے کا۔ پاکستان میں خواتین کو ووٹ کا حق 1947 سے حاصل ہے، لیکن ان کی سیاسی شرکت اب بھی محدود ہے۔ڈاکٹر فوزیہ شکیل کے مطابق:

"سیاسی میدان میں خواتین کی شرکت محض نمائندگی نہیں بلکہ فیصلہ سازی میں شراکت ہے۔"[26]

حالیہ دہائیوں میں مخصوص نشستوں کے ذریعے قومی و صوبائی اسمبلیوں میں خواتین کی موجودگی بڑھی ہے، مگر حقیقی خود مختاری اس وقت حاصل ہوگی جب خواتین عوامی سیاست میں سرگرم کردار ادا کریں گی۔

5۔سیاسی خود مختاری

اسلام نے عورت کو سیاسی خود مختاری بھی عطا کی ہے۔ بیعت کا عمل، جس میں مسلمان اپنی وفاداری کا عہد کرتے تھے، عورتوں سے بھی لیا جاتا تھا۔قرآن میں واضح ہے:

"یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ"[27] ○

"اے نبی! جب تمہارے پاس عورتیں آئیں تم سے بیعت کرنے کو۔۔۔"

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک عورت نے کھلے عام ان کی رائے سے اختلاف کیا، جس پر خلیفہ نے اس کی بات کو تسلیم کیا۔ یہ واقعہ اس امر کا ثبوت ہے کہ عورت کو نہ صرف سیاسی رائے دینے بلکہ اسے قبول کروانے کا بھی حق حاصل ہے۔

سماجی خود مختاری کا مطلب ہے کہ خواتین کو اپنی زندگی کے فیصلے کرنے کی آزادی حاصل ہو، جیسے شادی، بچے پیدا کرنے کا فیصلہ، رہائش کا انتخاب، اور سماجی میل جول۔ اس قسم کی خود مختاری خواتین کو خاندانی اور معاشرتی دباؤ سے آزاد کرتی ہے۔ معروف سماجی محقق سلمیٰ آفتاب لکھتی ہیں:

---

[26] فوزیہ شکیل، **خواتین کی سیاسی شرکت، پاکستان کا تناظر** (اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2015)، ص 109۔

[27] **الممتحنۃ**، 60/ 12۔

CC BY

"ایک خاتون جو اپنی مرضی سے زندگی کے فیصلے کرتی ہے، وہی سماج میں باوقار زندگی گزار سکتی ہے۔"[28]

بد قسمتی سے بہت سی خواتین آج بھی خاندانی دباؤ اور سماجی روایتوں کے تحت زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

6۔ قانونی خود مختاری

اسلامی قانون میں عورت ایک آزاد قانونی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ گواہی دے سکتی ہے، معاہدہ کر سکتی ہے، اور مقدمہ دائر کر سکتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک عورت قاضی کے سامنے اپنا مقدمہ لے کر گئی اور اس نے اپنا حق حاصل کیا۔ فقہی کتب میں درج ہے کہ عورت اگر بالغ اور عاقل ہو تو نکاح میں اپنی رضامندی کا اظہار ضروری ہے۔ "الفقہ علی المذاہب الاربعہ" میں لکھا ہے:

"اگر کسی بالغ لڑکی کی شادی اس کی رضامندی کے بغیر کر دی جائے تو وہ فسخ کروا سکتی ہے۔"[29]

7۔ ازدواجی خود مختاری

اسلام عورت کو شادی میں انتخاب، طلاق لینے، اور خلع کی صورت میں ازدواجی خود مختاری دیتا ہے۔ نکاح میں رضامندی لازمی قرار دی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"وَالبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ"

"کنواری لڑکی سے اس کی اجازت لی جائے۔"[30]

اگر عورت شوہر سے علیحدگی چاہے تو وہ خلع کا مطالبہ کر سکتی ہے۔

حضرت جمیلہ بنت ثابت نے خلع کا مطالبہ کیا اور نبی ﷺ نے اسے منظور فرمایا۔

"أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ، مَا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلاَ دِينٍ، وَلَكِنِّي أَكْرَهُ الكُفْرَ فِي الإِسْلاَمِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟» قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اقْبَلِ الحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا

---

28 سلمیٰ آفتاب، **سماجی ترقی اور خواتین کا کردار** (لاہور، الفتح اکیڈمی، 2013)، ص 73۔

29 **الفقہ علی المذاہب الأربعۃ** (قاہرہ، دار الکتب، 1985)، 217/4۔

30 محمد بن اسماعیل البخاری، **صحیح بخاری**، رقم: 5136۔

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 20-12-2025

تَطْلِيقَةً""[31]

یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ عورت کو ازدواجی رشتے میں زبردستی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

اسلامی اصولوں کے مطابق خواتین کی خود مختاری

خود مختاری کا تصور جدید سیاسی فلسفے اور معاشرتی علوم میں ایک اہم موضوع ہے۔ مغربی فکر میں یہ تصور فرد کی آزادی، ذاتی انتخاب، اور ریاستی خود مختاری سے منسلک ہے۔ تاہم، اسلام کا تصور خود مختاری ایک جامع اور متوازن نظریہ پیش کرتا ہے جو فرد، معاشرہ اور ریاست کے حقوق و فرائض میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔ عربی زبان میں خود مختاری کا قریب ترین لفظ "اختیار " ہے، جس کا مطلب ہے کسی امر کو منتخب کرنے کی قوت۔ اسی طرح "استقلال "کا مفہوم خود انحصاری اور آزادی ہے۔ مغربی سیاسی فلسفہ میں خود مختاری کی تعریف "اپنے قوانین واصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کی صلاحیت " کے طور پر کی جاتی ہے۔[32]

اسلام میں خود مختاری کا مطلب کسی انسان کا اللہ کی مقرر کردہ حدود میں رہ کر ذاتی، سماجی، اور اجتماعی فیصلے کرنے کی آزادی ہے۔ قرآن مجید میں متعدد آیات میں انسان کو ارادہ، اختیار اور عمل کی آزادی دی گئی ہے لیکن اس کے ساتھ جواب دہی کی شرط بھی عائد کی گئی ہے۔ یعنی دین میں کوئی جبر نہیں، ہدایت اور گمراہی واضح ہو چکے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ "فرد کو اپنے عقیدے کے انتخاب کی خود مختاری حاصل ہے۔[33] مسلمان اپنی باہمی شرائط کے پابند ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاہدات اور فیصلوں میں فرد کی خود مختاری تسلیم کی گئی ہے۔[34] خلفائے راشدین کے دور میں خود مختاری کا عملی مظاہرہ ملتا ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے قاضی شریح کو قضاء میں مکمل خود مختاری دی کہ وہ خلیفہ کے خلاف بھی فیصلے صادر کر سکتے ہیں۔ اسی طرح معاہدہ نجران میں عیسائیوں کو اپنے مذہبی امور میں خود مختاری دی گئی۔[35]

علامہ محمد اقبال کے نزدیک خودی کا تصور اسلامی خود مختاری کی اصل روح ہے۔ ان کے مطابق خودی دراصل انسان کی روحانی اور اخلاقی خود مختاری ہے جو بندگیٔ خدا میں مکمل ہوتی ہے۔ اجتہاد اسلامی فکر میں عقل کی خود مختاری کا مظہر ہے۔ ائمہ مجتہدین نے

31 بخاری، **نفس مصدر**، رقم: 5273۔

32 Isaiah Berlin, Four Essays on Liberty (Oxford, England, Oxford University Press, 1969), 131

33 نصر، سید حسین، **اسلام کا دل**، انسانیت کے لیے پائیدار اقدار (نیویارک، ہارپر کولنز، 2002)، ص 145۔

34 کمالی، محمد ہاشم، **اسلامی فقہ کے اصول** (کیمبرج، اسلامک ٹیکسٹس سوسائٹی، 2008)، ص 112۔

35 ابن سعد، **الطبقات الکبیر**، مرتب، ایس معین الحق (کراچی، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، 1990)، ص 542۔

CC BY

نصوص کی روشنی میں بدلتے حالات میں فیصلے صادر کیے۔امام ابو حنیفہ کا اصول **استحسان** فرد کی فقہی خود مختاری کو نمایاں کرتا ہے۔[36] اسلامی ریاست میں فرد کو عبادات، عقائد، معیشت، سیاست، اور ثقافت میں حدود اللہ کے اندر خود مختاری حاصل ہے۔

جدید دور میں خود مختاری کے مشکلات میں عالمگیریت ، سیاسی جبر اور ثقافتی یلغار شامل ہیں۔اسلامی معاشروں کو اس بات کا ادراک ہونا چاہیے کہ خود مختاری کا مطلب بے قید آزادی نہیں بلکہ ذمہ دارانہ آزادی ہے جو شریعت کی بنیاد پر قائم ہو۔[37]

مغربی معاشرتی اصولوں کے مطابق خواتین کی خود مختاری

خود مختاری کا مفہوم انسانی معاشرت میں ایک بنیادی اصول کے طور پر ابھرا ہے۔خاص طور پر مغربی فکری نظام میں خود مختاری کو فرد کی انفرادی آزادی، ارادے، اور خود فیصلہ کرنے کے حق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔مغربی فلسفے نے اس تصور کو ریاست، معاشرہ، اور اخلاقیات کے تناظر میں گہرائی سے اپنایا ہے۔مغربی فکر میں خود مختاری کی جڑیں Enlightenment دور کے فلسفیوں جیسے Emmanuel Kant اور John Locke کے نظریات میں ملتی ہیں۔کانٹ کے نزدیک خود مختاری وہ اخلاقی اصول ہے جو انسان کو اپنے عمل کا خود ذمے دار بناتا ہے۔[38] John Locke کے مطابق، ہر فرد کو اپنی زندگی، آزادی اور جائیداد کا حق حاصل ہے، اور یہی اس کی خود ارادیت کی بنیاد ہے۔[39]

مغربی معاشرت میں آزادی اور انفرادیت خود مختاری کے بنیادی اجزاء سمجھے جاتے ہیں۔اس تصور کے مطابق ہر فرد کو اپنے خیالات، زندگی کے فیصلے، اور اقدار اپنانے کی مکمل آزادی حاصل ہے، بشرطیکہ وہ دوسروں کے حقوق کو پامال نہ کرے۔یہ تصور امریکی آئین، انسانی حقوق کے عالمی منشور، اور یورپی یونین کے چارٹرز میں واضح طور پر نظر آتا ہے۔[40] جان اسٹورٹ مل (John Stuart Mill)نے "آزادی کا اصول (Harm Principle) "پیش کیا کہ فرد کو مکمل آزادی حاصل

---

[36] حلق، وائل بی **اسلامی قانون کی ابتدا اور ارتقاء** (کیمبرج، کیمبرج یونیورسٹی پریس، 2005)، ص 211۔

[37] John L. Esposito, What Everyone Needs to Know About Islam (New York, USA, Oxford University Press, 2011), 2nd edition, 275

[38] Immanuel Kant, Groundwork for the Metaphysics of Morals, Translated by Mary Gregor (Cambridge, England, Cambridge University Press, 1997), 34

[39] John Locke, Two Treatises of Government (Oxford, England, Oxford University Press, 2003), 102

[40] Isaiah Berlin, Four Essays on Liberty (Oxford, England, Oxford University Press, 1969), 45

ہونی چاہیے جب تک کہ اس کی آزادی دوسرے کو نقصان نہ پہنچائے۔[41]

آزادی، انفرادیت، اور خودارادیت ایک تسلسل کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ سب سے پہلے انسان اپنی انفرادیت کا شعور حاصل کرتا ہے، پھر وہ اس شعور کے اظہار کے لیے آزادی کا تقاضا کرتا ہے، اور بالآخر وہ اپنے فیصلے خود کرنے کے قابل ہو کر خودارادیت کی منزل حاصل کرتا ہے۔ فرانز فینن نے نوآبادیاتی نفسیات کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ جب قوموں کی انفرادیت کو کچلا جاتا ہے تو وہ آزادی اور خودارادیت کے لیے لڑنے پر مجبور ہوتی ہیں۔[42] یہی اصول افراد پر بھی لاگو ہوتا ہے: انفرادیت کی پہچان آزادی کا پیش خیمہ ہے، اور آزادی خودارادیت کا دروازہ کھولتی ہے۔ مغربی معاشرے نے آزادی، انفرادیت اور خودارادیت کو فکری اور عملی طور پر اپنایا ہے۔ انسانی حقوق کے اعلامیے، جمہوریت، آزادیِ اظہار، تعلیمی و سماجی اصلاحات، اور مذہبی آزادی جیسے اقدامات نے فرد کو بااختیار بنایا ہے۔ البتہ بعض اوقات یہ آزادی مطلق صورت اختیار کر لیتی ہے جہاں فرد اپنے افعال کے اجتماعی اثرات سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً، مغرب میں انفرادیت کا احترام اس حد تک ہے کہ افراد اپنی صنف، جنسی شناخت، یا خاندانی تعلقات کی بھی از سرِ نو تعریف کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ حقوق آزادی اور خودارادیت کی بنیاد پر دیے جاتے ہیں، مگر بعض اوقات یہ روایتی معاشرتی ڈھانچوں کے لیے چیلنج بن جاتے ہیں۔

جدید دور میں ڈیجیٹل پلیٹ فارمز، جیسے سوشل میڈیا، نے انفرادی شناخت اور آزادی کے اظہار کو آسان اور وسیع بنا دیا ہے۔ ہر شخص اپنی رائے، خیالات، طرزِ زندگی اور مسائل کو دنیا کے سامنے پیش کر سکتا ہے۔ یہ ڈیجیٹل خودارادیت کا نیا باب ہے، جہاں ایک فرد بھی عالمی اثر ڈال سکتا ہے۔ تاہم، سوشل میڈیا پر آزادی کے ساتھ ساتھ Fake News ، Cyberbullying، اور Manipulation جیسے منفی رجحانات نے انفرادیت اور خودارادیت کو نئے خطرات سے بھی دوچار کیا ہے۔ لہٰذا ڈیجیٹل خودارادیت کو بھی اخلاقی اصولوں اور ذمہ داری کے ساتھ برتنا ناگزیر ہے۔ تعلیم، فرد کی انفرادیت کے شعور، آزادی کی فہم، اور خودارادیت کی صلاحیت پیدا کرنے کا بنیادی ذریعہ ہے۔ تعلیم ہی وہ ذریعہ ہے جو انسان کو اپنا وجود سمجھنے، سوال اٹھانے، اور خود فیصلے کرنے کے قابل بناتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام جدید ریاستیں "تعلیم کا حق" بنیادی انسانی حق تصور کرتی ہیں۔ نفسیات کے ماہرین کے مطابق، جب انسان کو اپنے فیصلوں کا اختیار حاصل ہوتا ہے تو اس کی ذہنی صحت بہتر ہوتی

41 John Stuart Mill, On Liberty (London, John W. Parker and Son, 1859), 96

42 Frantz Fanon, The Wretched of the Earth, Translated by Richard Philcox (New York, Grove Press, 2004, Originally published in 1961), 102

CC BY

ہے، وہ زیادہ پُر اعتماد اور خود کفیل بنتا ہے۔ خود ارادیت کی کمی بے بسی، ڈپریشن، اور احساسِ کمتری کو جنم دیتی ہے۔ اس لیے نفسیاتی سطح پر بھی خود ارادیت ایک بنیادی انسانی ضرورت ہے۔[43]

خواتین کی خود مختاری کے مثبت اور منفی اثرات

مثبت اثرات

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کی خود مختاری، ایک ایسا تصور ہے جو نہ صرف ان کی عزت، وقار اور انسانی حقوق کو تسلیم کرتا ہے بلکہ معاشرے کی مجموعی ترقی و اصلاح کا بھی سبب بنتا ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں خواتین کو کئی مواقع دیے گئے جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام خواتین کی فکری، معاشی، اور سماجی خود مختاری کا حامی ہے—بشر طیکہ وہ اسلامی اصولوں کی حدود میں ہو۔

1. اسلام نے سب سے پہلے علم حاصل کرنا مرد و زن دونوں پر فرض قرار دیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ"

"کہہ دیجئے: کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں؟"[44]

تعلیم عورت کو نہ صرف مذہبی و دنیاوی شعور عطا کرتی ہے بلکہ اسے اپنے فیصلے خود کرنے کی اہلیت بھی دیتی ہے۔ حضرت عائشہؓ علم، حدیث، طب اور فقہ میں ماہر تھیں اور مرد صحابہ بھی ان سے مسائل پوچھا کرتے تھے۔ امریکہ، کینیڈا، اور یورپی ممالک میں خواتین کی تعلیم کی شرح میں نمایاں اضافہ ہوا ہے، جس کا براہ راست اثر سماجی شعور، ذاتی اعتماد اور پیشہ ورانہ کامیابی پر پڑا ہے۔ جیسے کہ مارتھا نوسبام لکھتی ہیں:

"تعلیم وہ کنجی ہے جو خواتین کو نہ صرف شعور دیتی ہے بلکہ انہیں اپنے وجود کے فیصلوں میں خود مختار بھی بناتی ہے۔"[45]

تعلیم یافتہ خواتین نہ صرف بہتر والدین بن رہی ہیں بلکہ وہ نسلوں کو شعوری بنیادوں پر استوار کرنے میں بھی اہم کردار ادا کر رہی

---

[43] Edward L. Deci and Richard M. Ryan, Intrinsic Motivation and Self-Determination in Human Behavior (New York, USA, Plenum Press, 1985), 64

[44] الزمر، 39 / 9۔

[45] Martha C. Nussbaum, Women and Human Development، The Capabilities Approach (Cambridge, England, Cambridge University Press, 2000), 48

ہیں۔

2. اسلام نے عورت کو معاشی خود مختاری عطا کی ہے۔ قرآن میں واضح کیا گیا کہ:

"لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا ۖ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ"

"مردوں کے لیے وہ حصہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور عورتوں کے لیے وہ حصہ ہے جو انہوں نے کمایا"۔[46]

حضرت خدیجہؓ، نبی اکرم ﷺ کی پہلی زوجہ، ایک کامیاب تاجرہ تھیں جنہوں نے نہ صرف خود کاروبار کیا بلکہ نبی کریم ﷺ کو بھی شراکت داری کی دعوت دی۔ یہ مثال ظاہر کرتی ہے کہ اسلامی تاریخ میں خواتین کی معاشی خود مختاری کو نہ صرف تسلیم کیا گیا بلکہ سراہا بھی گیا۔[47] ورلڈ بینک کی رپورٹ کے مطابق:

"اگر خواتین کو کام کرنے کے مساوی مواقع دیے جائیں تو عالمی جی ڈی پی میں 28 ٹریلین ڈالر کا اضافہ ہو سکتا ہے۔"[48]

3. اسلامی تاریخ میں خواتین نے سماجی اور سیاسی میدان میں بھی مثبت کردار ادا کیا۔ بیعتِ رضوان میں خواتین نے نبی ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ خلافتِ راشدہ کے دور میں حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک خاتون نے خطبہ کے دوران خلیفہ کو ٹوکا، جس پر حضرت عمرؓ نے اس کی بات کو تسلیم کیا۔[49] یہ واقعہ نہ صرف خواتین کی سیاسی رائے کو اہمیت دینے کی مثال ہے بلکہ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ اسلامی معاشرہ خواتین کی خود مختار سوچ کا احترام کرتا ہے۔ مغربی معاشروں نے خواتین کو نہ صرف ووٹ کا حق دیا بلکہ انہیں سیاسی جماعتوں، پارلیمان، اور حکومتی اداروں میں بھی قیادت کے مواقع فراہم کیے۔ اس کا اثر پالیسی سازی، سماجی انصاف، اور خواتین کے مسائل کی براہِ راست نمائندگی کی صورت میں سامنے آیا۔ مثلاً نیوزی لینڈ، جرمنی، فن لینڈ، اور ناروے کی قیادت کرنے والی خواتین نے COVID-19 کے دوران جس موثر حکمت عملی کا مظاہرہ کیا، وہ اس بات کی دلیل ہے کہ خواتین کی سیاسی خود مختاری عالمی سطح پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔[50]

---

46 **النساء**، 4 / 32 ۔

47 ابن ہشام، **سیرت النبی**، 203/1۔

48 World Bank, Women, Business and the Law 2020 (Washington, DC, World Bank Group, 2020), 12

49 ابن کثیر، **تفسیر ابن کثیر**، 475/1۔

50 Amanda Taub, Why Women-Led Nations Are Doing Better with Covid-19, The New York

CC BY

4. اسلام نے عورت کو نکاح، خلع، وراثت اور رضاعت کے معاملات میں خود فیصلے کرنے کا حق دیا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

"فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ"

"اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ وہ دونوں (میاں بیوی) حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے، تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں اگر عورت کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی حاصل کرے۔"[51]

اسلام نے عورت کو نہ صرف ازدواجی رشتہ قائم کرنے کا حق دیا ہے بلکہ اگر وہ اس رشتے میں ناپسندیدگی یا ناانصافی محسوس کرے تو اسے علیحدگی کا حق بھی عطا کیا ہے جسے "خلع" کہا جاتا ہے۔ خلع کا حق عورت کو خاندانی معاملات میں خود مختاری عطا کرتا ہے، جو کہ ایک متوازن اور عادل معاشرے کی بنیاد ہے۔[52] مغرب میں خواتین کو اپنی جسمانی، مالی اور خانگی خود مختاری کے سلسلے میں واضح قانونی حقوق حاصل ہیں۔ طلاق، وراثت، جنسی ہراسانی، اور گھریلو تشدد جیسے موضوعات پر سخت قوانین بنائے گئے۔ امریکہ میں Violence Against Women Act (VAWA, 1994) ایک بڑی پیش رفت تھی، جس نے گھریلو تشدد سے متاثرہ خواتین کو قانونی تحفظ، مالی امداد اور پناہ گاہیں فراہم کیں۔[53]

5. اسلام عورت کو اللہ کے ساتھ براہ راست تعلق قائم کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ وہ خود نماز پڑھ سکتی ہے، روزہ رکھ سکتی ہے، زکوٰۃ دے سکتی ہے، اور حج و عمرہ جیسے عبادات خود انجام دے سکتی ہے۔ حضرت فاطمہؓ، حضرت زینبؓ اور دیگر صحابیات نے روحانی قیادت کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ یہ تمام مثالیں اس امر کی دلیل ہیں کہ اسلام عورت کی روحانی خود مختاری کو تسلیم کرتا ہے۔[54]

Times, May 15, 2020, A6

51 البقرۃ، 229/2 ۔

52 ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، 380/9۔

53 US Congress, Violence Against Women Act of 1994 (Washington, DC, Government Printing Office, 1994), Sec. 2001, 142

54 ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، 8/ 22۔

CC BY

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 20-12-2025

6. خواتین کی اسلامی اصولوں کے تحت خود مختاری نہ صرف انفرادی سطح پر بلکہ معاشرتی سطح پر بھی مثبت اثرات مرتب کرتی ہے۔ تعلیم یافتہ اور بااختیار عورت نسلوں کی تربیت بہتر انداز میں کر سکتی ہے۔ امام شافعیؒ کی والدہ نے ان کی ابتدائی تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کیا، جو کہ ان کی علمی عظمت کا آغاز بنا۔ [55]

7. اسلامی خود مختاری کا مطلب ہر گز لا محدود آزادی نہیں، بلکہ وہ حدودِ شریعت کے اندر رہ کر کی جانے والی خود مختاری ہے جو عورت کو باوقار، بااخلاق اور خوددار بناتی ہے۔ یہ آزادی عورت کو نہ صرف عزت دیتی ہے بلکہ معاشرے کو بھی ظلم و جبر سے محفوظ کرتی ہے۔

8. آج کے دور میں جدید تعلیم صرف روزگار کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ انسان کی فکری وسعت، تنقیدی سوچ اور معاشرتی شعور کو بھی جنم دیتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں جدید علم سیکھنے کی ممانعت نہیں بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے، بشر طیکہ وہ علم انسانیت کی بھلائی کا ذریعہ ہو۔ حضرت حفصہؓ اور حضرت شفاء بنت عبد اللہؓ جیسے صحابیات کو تحریر و کتابت کا علم تھا، اور حضرت عمرؓ نے حضرت شفاء کو بازار کی نگران مقرر کیا تھا۔ [56] آج کی مسلمان عورت جب جدید علوم حاصل کرتی ہے تو وہ معاشرے کی ترقی میں فعال کردار ادا کر سکتی ہے — جیسے طب، تعلیم، قانون، اور سوشل ورک کے شعبہ جات میں۔

9. عورت جب مالی طور پر خود مختار ہوتی ہے تو وہ نہ صرف اپنی ضروریات خود پوری کر سکتی ہے بلکہ گھرانے کے مالی استحکام میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہے۔ پاکستان جیسے ممالک میں جہاں غربت ایک بڑا مسئلہ ہے، اگر خواتین کو شرعی حدود کے تحت کام کرنے اور آمدنی حاصل کرنے کی اجازت دی جائے، تو یہ معیشت میں نمایاں بہتری لا سکتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں حضرت رفیدہؓ کو جنگوں میں بطور طبّی معاونہ کام کرنے کی اجازت دی گئی، اور وہ اپنا خیمہ قائم کر کے زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔ [57]

10. خواتین کی خود مختاری ان کی ذہنی صحت پر بھی مثبت اثر ڈالتی ہے۔ جب عورت اپنی زندگی کے فیصلوں میں شریک ہوتی ہے تو اسے احساسِ اعتماد، خودداری اور وقار حاصل ہوتا ہے۔ اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ انسان کو عزت کے ساتھ زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے۔ قرآن فرماتا ہے:

"وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ

55 ذہبی، **تذکرۃ الحفاظ**، 293/1۔

56 ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، 25/8۔

57 ذہبی، **سیر اعلام النبلاء**، 2/ 413۔

Scholar Insight Journal
https://scholarinsightjournal.com/
Volume.3, Issue.3 (Oct-Dec-2025)
Acceptance Date: 20-11-2025

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 20-12-2025

عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا" o[58]

"اور ہم نے بنی آدم کو عزت دی۔"

یہ عزت نفس خود مختاری کے بغیر ممکن نہیں۔ایک باعزت، باشعور عورت ایک صحت مند اور متوازن نسل کی پرورش کر سکتی ہے۔

11. اسلام ایک ایسا دین ہے جو اپنے پیروکاروں کو صرف عبادات سکھانے تک محدود نہیں کرتا بلکہ ایک منظم، فلاحی اور پرامن معاشرے کے قیام کا درس دیتا ہے۔خواتین کی خود مختاری کا تصور اسی نظم وضبط کا ایک پہلو ہے۔جب دنیا کے مختلف خطوں میں مسلم خواتین تعلیم، طب، وکالت، اور سیاست کے شعبوں میں کام کرتی ہیں تو وہ اسلام کا روشن چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرتی ہیں۔یہ نہ صرف اسلام کے خلاف بنائے گئے منفی پروپیگنڈے کا توڑ ہے بلکہ عالمی سطح پر دین اسلام کے معتدل پیغام کا فروغ بھی ہے۔مغربی معاشرے میں خواتین کو صرف صنفی مساوات ہی نہیں بلکہ اپنی شناخت اور ترجیحات کے تعین کا بھی اختیار حاصل ہے۔عورت کو صرف روایتی کردار (ماں، بیوی) تک محدود نہیں کیا جاتا بلکہ اسے اپنی شناخت خود متعین کرنے کا حق حاصل ہے، چاہے وہ ماہرِ تعلیم ہو، سائنسدان، فنکار، یا کسی اقلیتی کمیونٹی سے تعلق رکھنے والی فرد۔یہ خود تعین صنفی تفریق کے خلاف جدوجہد میں مدد دیتا ہے اور معاشرتی شمولیت (inclusivity) کو فروغ دیتا ہے۔

جیسا کہ جیودتھ بٹلر لکھتی ہیں:

"صنفی شناخت ایک خود تعین شدہ مظہر ہے، جسے کوئی ادارہ طے نہیں کر سکتا۔"[59]

اسلامی اصولوں کے مطابق خود مختار عورت دین کی دعوت میں بھی فعال کردار ادا کر سکتی ہے۔حضرت عائشہؓ، حضرت ام سلمہؓ، اور دیگر خواتین صحابیات نے حدیث، تفسیر، اور فقہ کے شعبے میں علمی خدمات انجام دیں۔یہی خود مختاری تھی جس نے انہیں دینی علوم میں ممتاز بنایا۔آج بھی اگر خواتین کو دینی تعلیم اور اظہارِ رائے کی آزادی دی جائے تو وہ دین کے پیغام کو زیادہ مؤثر انداز میں آگے بڑھا سکتی ہیں۔

منفی اثرات

58 الاسراء، 17 / 70-

59 Judith Butler, Gender Trouble، Feminism and the Subversion of Identity (New York, USA, Routledge, 1990), 112

CC BY

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 20-12-2025

اسلام نے خواتین کو ایک باعزت اور متوازن مقام عطا کیا ہے جس میں ان کی عزت، وقار، اور تحفظ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ تاہم، جب خود مختاری کے تصور کو مغربی یا غیر اسلامی انداز میں اپنایا جاتا ہے، تو اس کے متعدد منفی اثرات نہ صرف عورت پر بلکہ خاندان اور معاشرے پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔

1. اسلامی معاشرے کی بنیاد خاندان پر ہے، اور عورت کو خاندان کے استحکام میں کلیدی کردار دیا گیا ہے۔ اگر خواتین کو مکمل خود مختاری دی جائے، جس میں شوہر یا والدین کی رائے کی کوئی حیثیت نہ ہو، تو اس سے خاندانی ڈھانچہ کمزور پڑتا ہے۔ یعنی مرد عورتوں پر نگہبان ہیں۔ شوہر کی قیادت کو تسلیم کرنا اسلامی خاندانی نظام کا اہم جز ہے۔ خود مختاری کے اس مغربی تصور نے عورت کو شوہر کی اطاعت سے آزاد کر کے طلاق اور علیحدگی کی شرح میں اضافہ کیا ہے۔[60] خواتین کی خود مختاری نے مغربی معاشروں میں خاندان کے روایتی ڈھانچے کو متاثر کیا ہے۔ جہاں ایک طرف خواتین کے کام کرنے اور مالی طور پر آزاد ہونے سے ان کی حیثیت میں اضافہ ہوا ہے، وہیں اس سے خاندانی استحکام پر منفی اثرات بھی مرتب ہوئے ہیں۔ خواتین کے کام کرنے کی بڑھتی ہوئی شرح نے ماؤں کی روایتی ذمہ داریوں کو کم کیا ہے۔ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف چائلڈ ہیلتھ کی تحقیق کے مطابق، جب مائیں گھر سے باہر کام کرتی ہیں، تو ان کے بچوں میں جذباتی طور پر کمزوری اور سماجی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔[61] یہ عوامل خاندان میں توازن کو متاثر کرتے ہیں، اور بعض اوقات بچوں کی بہتر تربیت اور ان کی ذاتی نشوونما کے لیے وقت کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔

2. اسلام میں ماں کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ مگر جب عورت خود مختاری کے نام پر کیریئر یا بیرونی سرگرمیوں میں اتنی مصروف ہو جائے کہ اولاد کی تربیت کو وقت نہ دے، تو اس سے نئی نسل کی اخلاقی تربیت متاثر ہوتی ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق ایسی خواتین کی اولاد میں جذباتی خلا اور نافرمانی کی شرح زیادہ ہوتی ہے۔[62]

3. اسلام نے عورت کو حیاء کا پیکر بنایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا"[63]

---

60 سید قطب، قرآن کے سائے میں (لیسٹر، اسلامک فاؤنڈیشن، 1980)، ص 236۔

61 National Institute of Child Health and Human Development, Parenting and Child Outcomes (Bethesda, MD, National Institute of Child Health and Human Development, 2021), 39

62 سید حسین نصر، اسلامی سائنس، ایک تصویری مطالعہ، عالمی حکمت (1976)، ص 184۔

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 20-12-2025

"اور وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو (خود بخود) ظاہر ہو جائے۔"

لیکن جب خود مختاری کو "لباس کی آزادی" یا "جسم پر حق" کے طور پر پیش کیا جائے، تو خواتین پردہ ترک کر دیتی ہیں، جس سے معاشرے میں بے راہ روی، فتنہ اور جنسی جرائم بڑھ جاتے ہیں۔

4. اسلام مرد و عورت کے درمیان مساوات کی بجائے عدل کا قائل ہے۔ عورت اور مرد کی فطرت، جسمانی ساخت اور ذمہ داریاں مختلف ہیں۔ خود مختاری کے تحت جب عورت مرد کی ذمہ داریاں اٹھانے لگتی ہے تو وہ ذہنی و جسمانی دباؤ کا شکار ہو جاتی ہے۔[64] اس سے نہ صرف عورت کی نفسیاتی صحت متاثر ہوتی ہے بلکہ گھر اور کام دونوں میدانوں میں ناکامی پیدا ہوتی ہے۔

5. اسلام میں نکاح ایک مقدس معاہدہ ہے، مگر جب خواتین خود مختاری کے نام پر مردوں کو غیر ضروری معیار پر پرکھنا شروع کریں، یا نکاح کے بغیر تعلقات کو معمول سمجھا جائے، تو معاشرے میں زنا، ناجائز اولاد، اور طلاق جیسی برائیاں فروغ پاتی ہیں۔ ایسے رویے اسلامی اخلاقیات کے سراسر خلاف ہیں۔

6. خواتین کی خود مختاری کا مغربی تصور دراصل اسلامی شناخت کو دھندلا دیتا ہے۔ جب عورت آزادی کے نام پر مغربی لباس، ثقافت اور رویوں کو اپناتی ہے تو وہ اپنے اسلامی تشخص سے دور ہو جاتی ہے۔

7. خود مختاری کے اس رجحان کے باعث عورت میں شوہر کی اطاعت یا ایثار کا جذبہ کمزور ہوتا جا رہا ہے، جس سے معمولی اختلافات پر طلاق جیسا سنگین فیصلہ کر لیا جاتا ہے۔ پاکستان میں حالیہ سالوں میں طلاق کی شرح میں 35% اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے، جس کی بڑی وجہ خود مختاری کی غیر متوازن تفہیم ہے۔[65] مغربی معاشروں میں خواتین کی خود مختاری نے روایتی اقدار اور سماجی رویوں میں تبدیلیاں کی ہیں، جس سے بعض اوقات معاشرتی توازن میں خلل پڑا ہے۔ خواتین کے حقوق کی ترقی اور ان کی خود ارادیت کے بڑھتے ہوئے اثرات نے مردوں کی روایتی ذمہ داریوں اور کرداروں کو چیلنج کیا ہے، جس کی وجہ سے مردوں اور عورتوں کے درمیان نئے نوعیت کے تعلقات کا آغاز ہوا ہے۔ ایک تحقیقی مطالعے میں کہا گیا ہے:

"خواتین کی آزادی نے مردوں کے کردار کو پیچیدہ اور غیر واضح کر دیا ہے، اور بعض اوقات یہ مردوں کے

63 **النور**، 24/ 31-

64 طہ جابر العلوانی، **اسلام میں اختلاف کی اخلاقیات** (انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ، 1993)، ص 122۔

65 ظفر خان، **اسلام میں خاندانی نظام** (کراچی، دار الاشاعت، 2011)، ص 147۔

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 20-12-2025

احساسِ شناخت میں کمی کا باعث بنتا ہے۔"[66]

8. اسلام عورت کو صرف گھر تک محدود نہیں کرتا، بلکہ اسے معاشرتی کردار ادا کرنے کی بھی اجازت دیتا ہے، جیسے تعلیم و صحت کے شعبے میں۔ مگر خود مختاری کے نام پر جب خواتین ایسی سرگرمیوں میں مشغول ہو جاتی ہیں جو ان کی اصل ذمے داریوں جیسے بچوں کی پرورش، شوہر کی معاونت، اور خاندانی استحکام سے توجہ ہٹا دیتی ہیں، تو اس سے معاشرے میں خاندانی بحران جنم لیتا ہے۔ جب خود مختاری کا مطلب صرف کیریئر بن جائے، تو گھر بکھرنے لگتے ہیں۔[67]

9. اسلامی شریعت نے معاشی، سیاسی اور قانونی معاملات میں مرد کو قوام (نگہبان) بنایا ہے۔ جب عورت مکمل خود مختاری کی دعویدار بنتی ہے اور مرد کی حیثیت کو چیلنج کرتی ہے، تو اس سے معاشرے میں اقتدار و اختیار کا توازن بگڑ جاتا ہے۔ مثلاً، اگر عورت زبردستی سربراہ بنے یا خاندان کے تمام مالی فیصلے خود کرے، تو مرد احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتا ہے، اور گھر میں کشیدگی بڑھتی ہے۔[68]

10. اسلامی معاشروں میں خواتین کی خود مختاری کو فروغ دینا بعض اوقات مغربی تنظیموں اور لابیوں کا ایک ایجنڈا ہوتا ہے تاکہ اسلامی اقدار کو مٹایا جا سکے۔ اس مقصد کے لیے میڈیا، NGOs اور فیشن انڈسٹری کے ذریعے ایسے رجحانات متعارف کروائے جا رہے ہیں جو عورت کو اس کے خاندانی، دینی، اور معاشرتی کردار سے دور کرتے ہیں۔[69]

11. جب خواتین خود مختاری کے تحت صرف دنیاوی تعلیم یا کیریئر کو اہمیت دیتی ہیں، اور دینی تعلیم کو نظرانداز کرتی ہیں، تو ان کی تربیت میں توازن نہیں رہتا۔ ایک عورت جو دینی شعور سے خالی ہو، وہ نہ قرآن کو سمجھے گی، نہ اولاد کو دین سکھا سکے گی۔ خواتین کی خود مختاری کے ایک اور منفی اثرات بچوں پر مرتب ہوتے ہیں۔ جب خواتین مالی طور پر آزاد ہوتی ہیں اور انہیں معاشرتی طور پر خود مختاری حاصل ہوتی ہے، تو بعض اوقات وہ اپنے بچوں کی پرورش اور تعلیم کے معاملات میں کم توجہ دیتی

---

[66] Journal of Gender Studies, Social Impact of Women's Empowerment (London, England, Sage Publications, 2021), 56

[67] جمال اے بدوی، **اسلام میں صنفی مساوات** (پلین فیلڈ، IN، امریکن ٹرسٹ پبلیکیشنز، 1995)، 45۔

[68] یوسف علی، **اسلام میں خواتین کا مقام** (نئی دہلی، اسلامک بک سروس، 2005)، ص 102۔

[69] رفعت حسن، **پوسٹ ماڈرن حجاب**، مسلم معاشروں میں خواتین کے کردار کی نئی تعریف، جرنل آف اسلامک اسٹڈیز (2006)، ص 201۔

CC BY

ہیں۔اس سے بچوں کی تعلیم اور تربیت پر منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں، خاص طور پر جب ماں کو اپنے کیریئر اور ذاتی زندگی کے توازن کو برقرار رکھنے کی کوشش کرنا پڑے۔ایک تحقیق میں یہ بات سامنے آئی کہ:

"مائیں جو زیادہ تر وقت اپنے کیریئر میں مصروف رہتی ہیں، ان کے بچوں کو جذباتی طور پر کمزور ہونے کی زیادہ شرح ہوتی ہے، اور وہ سماجی تعلقات میں مشکلات کا سامنا کرتے ہیں۔"[70]

12. مغربی معاشروں میں "خود مختاری" کا ایک مطلب "جنسی آزادی" بھی لیا جاتا ہے۔اگر اسلامی معاشرے میں یہ نظریہ در آئے کہ عورت اپنی مرضی سے لباس، تعلقات اور جنسی رویے طے کرے، تو یہ اسلام کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيۡلًا" ٥ [71]

"زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔۔۔"

اسلام عورت و مرد دونوں کے لیے عفت و پاکدامنی کا حکم دیتا ہے، اور ایسا تصور جو بے حیائی کو فروغ دے، وہ فتنہ و فساد کا ذریعہ ہے۔مغربی معاشروں میں خواتین کی خود مختاری نے جہاں کئی اہم فوائد اور تبدیلیاں لائیں، وہیں اس کے منفی اثرات بھی سامنے آئے ہیں۔یہ اثرات خواتین کے معاشی، جسمانی، ذہنی، اور سماجی پہلوؤں پر مرتب ہو رہے ہیں، اور ان سے نمٹنے کے لیے اجتماعی سطح پر کوششوں کی ضرورت ہے۔ضروری ہے کہ خواتین کی آزادی کو توازن کے ساتھ آگے بڑھایا جائے تاکہ اس کے منفی اثرات کو کم کیا جا سکے اور خواتین کو بھرپور طریقے سے اپنی صلاحیتوں کو ظاہر کرنے کا موقع دیا جا سکے۔

جدید دور میں خواتین کی خود مختاری کے اثرات

جدید دور میں جہاں ٹیکنالوجی، تعلیم اور مساوات کے نعروں نے انسانیت کو ایک نئے شعور سے روشناس کرایا ہے، وہیں خواتین نے بھی اپنی خود مختاری، حقوق اور کردار کے لیے جدوجہد کی ہے۔آج کی عورت صرف ماں، بیوی یا بہن ہی نہیں بلکہ ایک بااختیار فرد، ایک کارکن، ایک سیاستدان، اور ایک دانشور بھی ہے۔اس خود ارادیت کے اثرات معاشرتی، معاشی، اخلاقی، اور نفسیاتی پہلوؤں پر گہرے انداز میں مرتب ہو رہے ہیں۔خواتین کی خود مختاری کا ایک بڑا فائدہ تعلیم کی طرف رجحان ہے۔جدید دور میں

[70] Journal of Child Development, Work-Life Balance and Parenting (New York, USA, Routledge, 2020), 45

[71] الاسراء، 17 /32-

CC BY

تعلیم یافتہ خواتین نہ صرف اپنے فیصلے خود کرنے کے قابل ہوئی ہیں بلکہ انہوں نے گھریلو اور معاشرتی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ڈاکٹر فاطمہ مرزا کے مطابق:

"خواتین جب خود فیصلے کرنے لگتی ہیں تو وہ تعلیم کو بطور ہتھیار استعمال کرتی ہیں، جو ان کی ذاتی، معاشرتی اور معاشی ترقی کی بنیاد بنتا ہے۔"[72]

یہ شعور صرف فرد کو نہیں بلکہ پورے معاشرے کو ترقی کی جانب لے جاتا ہے۔جدید دور میں خواتین نے مختلف شعبوں میں حصہ لے کر خود کو معاشی طور پر مستحکم کیا ہے۔وہ اب صرف ملازمت تک محدود نہیں بلکہ کاروبار، فری لانسنگ، اور اسٹارٹ اپس میں بھی نمایاں کردار ادا کر رہی ہیں۔یہ مالی خود مختاری انہیں معاشرے میں ایک باوقار مقام عطا کرتی ہے۔پروفیسر جینٹ ہکابی لکھتی ہیں:

"جدید دور میں خواتین کی معاشی خود مختاری نے انہیں روایتی معاشرتی انحصار سے آزاد کر کے خود اعتمادی دی ہے۔"[73]

خواتین کی خودارادیت نے خاندانی نظام کو بھی تبدیل کیا ہے۔عورت جب خود مختار ہوتی ہے تو وہ شادی، اولاد، اور گھریلو امور میں بھی برابری کا حق رکھتی ہے۔تاہم، بعض صورتوں میں یہ خودارادیت طلاق کی شرح میں اضافے، بچوں کی پرورش کے مسائل، اور مرد و عورت کے روایتی کرداروں میں کشمکش کا باعث بھی بنی ہے۔ڈاکٹر ہمایوں قریشی اس پہلو پر روشنی ڈالتے ہیں:

"خود مختاری کی تحریک نے خاندانی رشتوں کی بناوٹ کو دوبارہ ترتیب دیا ہے، مگر اس میں جذباتی فاصلہ بھی بڑھا ہے۔"[74]

خودارادیت نے خواتین کے لیے سماجی سطح پر نئے دروازے کھولے ہیں۔انہیں اب محض صنفِ نازک نہیں بلکہ ایک مکمل شخصیت سمجھا جاتا ہے۔میڈیا، فنون، سیاست، اور کھیل کے میدانوں میں خواتین کی بڑھتی ہوئی شمولیت نے عوامی سوچ کو بھی متاثر کیا ہے۔پروفیسر ہنری ویلس لکھتے ہیں:

---

[72] فاطمہ مرزا، **تعلیم نسواں اور خودارادیت** (لاہور، پاکستان، سنگ میل پبلی کیشنز، 2018)، ص45۔

[73] Janet Huckaby, Women and Economic Liberty (Cambridge, England, Cambridge University Press, 2020), 78

[74] قریشی، **عورت، خاندان اور جدیدیت** (کراچی، پاکستان، جامعہ کراچی پریس، 2021)، ص119۔

CC BY

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 20-12-2025

"عورت کی خودارادیت نے معاشرتی سطح پر اس کی موجودگی کو مزید باوقار اور بامقصد بنایا ہے۔"[75]

خواتین کی خود مختاری نے جہاں ان میں خود اعتمادی اور فیصلہ سازی کی صلاحیت پیدا کی ہے، وہیں ان پر ذمہ داریوں کا بوجھ بھی بڑھ گیا ہے۔ جدید عورت کو ایک ساتھ کئی کردار نبھانے ہوتے ہیں، جس سے بعض اوقات وہ ذہنی دباؤ، بے چینی، یا تھکن کا شکار ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر ثریا ناز اس بارے میں لکھتی ہیں:

"خواتین کی خودارادیت ایک طرف انہیں مضبوط بناتی ہے، تو دوسری طرف انہیں شدید نفسیاتی مشکلات سے بھی دوچار کرتی ہے۔"[76]

خودارادیت کے تصور کو بعض مذہبی اور ثقافتی حلقوں میں تنقید کا نشانہ بھی بنایا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک عورت کی آزادی کو اسلامی یا مشرقی اقدار کے خلاف تصور کیا جاتا ہے۔ تاہم، جدید مفکرین کا ماننا ہے کہ خودارادیت کا مطلب بے راہ روی یا بغاوت نہیں بلکہ ذاتی و سماجی ذمہ داریوں کو بہتر انداز میں نبھانا ہے۔ ڈاکٹر آمنہ فردوس کہتی ہیں:

"اسلامی معاشرت میں عورت کی خودارادیت اس وقت تک قابل قبول ہے جب وہ اخلاقی، دینی اور خاندانی اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔"[77]

ڈیجیٹل دور نے خواتین کی خود مختاری کو ایک نئی جہت دی ہے۔ سوشل میڈیا، ای-کامرس، آن لائن تعلیم اور ریموٹ ورک نے خواتین کو گھر بیٹھے روزگار، علم، اور اظہار کا موقع دیا ہے۔ تاہم اس ڈیجیٹل آزادی کے ساتھ سائبر ہراسگی، پرائیویسی کے مسائل، اور ڈیجیٹل استحصال جیسے خطرات بھی موجود ہیں۔ ڈاکٹر لیسا براؤن لکھتی ہیں:

"ڈیجیٹل آزادی نے خواتین کے لیے مواقع بھی پیدا کیے ہیں اور مشکلات بھی، جن کا سامنا مستقل حفاظتی شعور کے بغیر ممکن نہیں۔"[78]

خواتین کی خود مختاری نے سیاست کے میدان میں بھی خواتین کو نمایاں مقام عطا کیا ہے۔ وہ اب نہ صرف ووٹ ڈالتی ہیں بلکہ پارلیمان، کابینہ، اور حتیٰ کہ وزارتِ عظمیٰ کے مناصب پر بھی فائز ہو چکی ہیں۔ سیاسی خودارادیت نے خواتین کو اجتماعی فیصلوں میں

---

[75] Henry Wells, Social Dimensions of Female Autonomy (New York, USA, Columbia University Press, 2019), 101

[76] ثریا ناز، **عورت، ذہنی صحت اور آزادی** (اسلام آباد، پاکستان، نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2020)، ص 73۔

[77] فردوس، **اسلام اور نسوانی خود مختاری** (لاہور، پاکستان، ادارہ تحقیقات اسلامی، 2022)، ص 89۔

[78] Lisa Brown, Women in the Digital Age (USA, MIT Press, 2021), 135.

شراکت کا اہل بنایا ہے، جو جمہوری معاشروں کے لیے ایک مثبت پیش رفت ہے۔ پروفیسر نینا میکڈونلڈ کے مطابق:

"سیاسی خود ارادیت نہ صرف خواتین کی آواز کو تقویت دیتی ہے بلکہ قانون سازی میں ان کی نمائندگی معاشرتی مساوات کے اصول کو مضبوط بناتی ہے۔"[79]

جدید دور میں خود مختاری کا ایک بڑا اثر یہ بھی ہے کہ خواتین نے عالمی سطح پر اپنے حقوق کے لیے مؤثر تحریکیں چلائیں۔ ان تحریکوں نے نہ صرف صنفی مساوات کے لیے قانون سازی کرائی بلکہ جنسی ہراسانی، گھریلو تشدد، جبری شادی، اور کام کی جگہ پر امتیاز جیسے مسائل کو نمایاں کیا۔ ڈاکٹر شمائلہ اعجاز لکھتی ہیں:

"خواتین کی خود ارادیت نے ان میں وہ اعتماد پیدا کیا ہے جس سے وہ اجتماعی جدوجہد کی صورت میں اپنے قانونی اور اخلاقی حقوق کے لیے آواز بلند کر رہی ہیں۔"[80]

روایتی معاشروں میں مرد کو بالادستی حاصل تھی، مگر خود ارادیت کے نتیجے میں خواتین نے برابری کی بنیاد پر تعلقات قائم کرنا شروع کیے۔ اس سے ازدواجی زندگی میں احترام، مکالمہ، اور مشاورت کا رجحان بڑھا۔ اگرچہ بعض رشتوں میں تنازع بھی پیدا ہوا، لیکن مجموعی طور پر تعلقات میں ایک نئی معنویت سامنے آئی ہے۔ جدید دور میں مرد اور عورت دونوں نے اپنے کرداروں پر نظرثانی کی ہے۔ مرد اب صرف کمانے والا نہیں، بلکہ والد کی حیثیت سے گھر کے کاموں میں شریک نظر آتا ہے۔ عورت بھی صرف بچوں کی پرورش تک محدود نہیں بلکہ معاشی و تعلیمی فیصلوں میں شریک ہے۔ یہ تبدیلی خود ارادیت کے ہی مرہونِ منت ہے۔ ڈاکٹر رچرڈ گیل کے مطابق:

"خود ارادیت نے مرد و زن کے کرداروں کو نئے خطوط پر استوار کیا ہے، جس سے معاشرتی توازن بہتر ہوا ہے۔"[81]

خواتین کی بڑھتی ہوئی خود مختاری نے دنیا بھر میں قوانین کے ڈھانچے کو بھی متاثر کیا ہے۔ اب بہت سے ممالک میں خواتین کو وراثت، شادی، ملازمت، اور تحفظ کے ایسے قانونی حقوق حاصل ہو چکے ہیں جو پہلے موجود نہ تھے۔ اقوامِ متحدہ، یورپی یونین، اور

---

[79] Nina McDonald, Women in Modern Politics (Oxford, England, Oxford University Press, 2018), 59

[80] اعجاز، **خواتین کی تحریک اور جدید معاشرہ** (لاہور، پاکستان، فہم پبلی کیشنز، 2021)، ص 92۔

[81] Richard Gale, Gender and Role Redefinition (Cambridge, USA, Harvard University Press, 2019), 142

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 20-12-2025

دیگر عالمی ادارے اب صنفی انصاف کو پالیسی کا لازمی جزو سمجھتے ہیں۔ عالمی سطح پر اقوام متحدہ، UN Women، ورلڈ بینک، اور دیگر اداروں نے خواتین کی خودارادیت کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ ان اداروں کی مدد سے نہ صرف دنیا بھر میں تعلیم، صحت، اور تحفظ کے منصوبے شروع کیے گئے بلکہ پالیسی سطح پر بھی خواتین کی شمولیت کو ممکن بنایا گیا۔

نتائجِ تحقیق

اس تحقیق نے اسلامی اور مغربی معاشروں میں خواتین کی خود مختاری کے اثرات کا تقابلی جائزہ پیش کیا۔ اسلامی معاشرت میں خواتین کی خود مختاری کا تصور اسلامی اصولوں کی بنیاد پر محدود اور متوازن ہے، جس میں ان کی عزت، وقار، اور حقوق کا مکمل خیال رکھا گیا ہے۔ اسلام نے خواتین کو معاشرتی، اقتصادی، اور روحانی طور پر خود مختاری دی ہے، لیکن یہ خود مختاری حدودِ شریعت کے اندر رہ کر استعمال کرنے کی ضرورت کو بھی تسلیم کرتا ہے۔ اس تحقیق سے یہ بات واضح ہوئی کہ اسلامی معاشرت میں خواتین کے لیے مردوں کے ساتھ مساوات کی بجائے عدل کی بنیاد پر حقوق دیے گئے ہیں، اور انہیں ان کے حقوق اور ذمہ داریوں کی تکمیل میں مکمل آزادی دی گئی ہے، بشرطیکہ وہ اسلامی اصولوں کے مطابق عمل کریں۔

مغربی معاشرت میں خواتین کی خود مختاری کا تصور فرد کی آزادی اور مساوات کے اصولوں پر مبنی ہے۔ مغربی معاشروں میں خواتین کو ان کی ذاتی اور معاشرتی زندگی میں مکمل آزادی دی گئی ہے، جس سے انہیں اپنے فیصلے کرنے کا اختیار حاصل ہوا ہے۔ تاہم، یہ خود مختاری کبھی کبھار ان کی ذاتی زندگی اور خاندانی استحکام پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔ مغربی معاشرت میں خواتین کی بڑھتی ہوئی خود مختاری نے جہاں ان کی مالی، سیاسی، اور سماجی حیثیت میں اضافہ کیا ہے، وہیں اس کے اثرات بعض اوقات ان کے خاندانی تعلقات، بچوں کی تربیت، اور روایتی اقدار پر منفی پڑتے ہیں۔ جدید دور میں خواتین کی خود مختاری کے اثرات معاشرتی، معاشی، اور نفسیاتی سطح پر واضح ہو رہے ہیں۔ جہاں ایک طرف خواتین کی تعلیم، مالی خود مختاری، اور سیاسی شمولیت نے ان کے اعتماد میں اضافہ کیا ہے، وہیں دوسری طرف ان پر ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھا ہے جس سے ذہنی دباؤ اور تھکن میں اضافہ ہوا ہے۔ خواتین کی خودارادیت نے انہیں ایک طرف مضبوط اور خود مختار بنایا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان پر مسلسل نئی توقعات اور چیلنجز بھی آئے ہیں، جن کا سامنا وہ اپنے خاندان، کیریئر، اور ذاتی زندگی میں توازن برقرار رکھنے کے لیے کر رہی ہیں۔

اسلامی اور مغربی معاشروں میں خواتین کی خود مختاری کے اثرات کا جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آئی کہ دونوں معاشرتی نظاموں میں خواتین کے حقوق اور آزادیوں کی تفہیم مختلف ہے، اور ہر معاشرہ اپنے اصولوں اور ثقافت کے مطابق خواتین کی خود مختاری کو اپنے خاص انداز میں دیکھتا ہے۔ اسلامی معاشرت میں خواتین کی خود مختاری کو حدود کے اندر رہ کر برتا جاتا ہے، جبکہ مغربی معاشرت میں یہ زیادہ آزادانہ اور فردی حقوق پر مبنی ہے، جو کبھی کبھی خاندانی استحکام اور روایتی اقدار کو متاثر کرتا ہے۔ اس تحقیق

کے نتائج سے یہ بھی واضح ہوا کہ خواتین کی خود مختاری کا تصور ایک دودھاری تلوار کی مانند ہے، جو ان کے حقوق اور آزادیوں میں اضافہ کرتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ان کے لیے نئے سماجی اور نفسیاتی چیلنجز بھی پیدا کرتا ہے۔ اس کے باوجود، دونوں معاشروں میں خواتین کی خود مختاری کے مثبت اثرات کو تقویت دینے کی ضرورت ہے تاکہ وہ نہ صرف اپنی ذاتی ترقی حاصل کر سکیں بلکہ اپنے معاشرتی کردار کو بھی بہتر طریقے سے نبھا سکیں۔

تجاویز اور سفارشات

1۔ اسلامی معاشرت میں خواتین کی خود مختاری کو بہتر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ موجودہ قوانین اور روایات کو جدید تقاضوں کے مطابق ڈھالا جائے۔ خواتین کو اپنے حقوق کے بارے میں آگاہی دینے کے لیے تعلیمی مہمات چلائی جائیں تاکہ وہ اپنی قانونی، معاشی، اور سماجی خود مختاری کو سمجھ سکیں اور اس کا بھرپور استعمال کر سکیں۔

2۔ مغربی معاشرت میں خواتین کی خود مختاری کے منفی اثرات کو کم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ خواتین کی آزادی اور حقوق کے ساتھ ساتھ خاندان اور معاشرتی ذمہ داریوں کی اہمیت پر زور دیا جائے۔ ایسا توازن قائم کیا جائے جس سے خواتین کو اپنے کیریئر اور خاندانی زندگی میں توازن برقرار رکھنے میں مدد ملے۔

3۔ اسلامی اور مغربی دونوں معاشروں میں خواتین کی تعلیم اور معاشی خود مختاری کو بڑھاوا دینے کی ضرورت ہے۔ خصوصاً ترقی پذیر ممالک میں خواتین کے لیے تعلیمی مواقع بڑھانے کے ساتھ ساتھ انہیں مالی طور پر خود مختار بنانے کے لیے حکومتیں اور غیر سرکاری تنظیمیں موثر اقدامات کریں۔

4۔ جدید دور میں سوشل میڈیا اور دیگر ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے ذریعے خواتین کو اپنے حقوق کے بارے میں آگاہی حاصل کرنے اور اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع ملا ہے۔ تاہم، اس کے ساتھ ساتھ سائبر ہراسانی، ڈیجیٹل استحصال، اور پرائیویسی کے مسائل بھی سامنے آ رہے ہیں۔ حکومتوں اور اداروں کو خواتین کی ڈیجیٹل خود مختاری کے تحفظ کے لیے قوانین اور پالیسیاں وضع کرنی چاہئیں۔

حوالہ جات

1۔ القرآن

2۔ ابن سعد، کتاب الطبقات الکبیر، مرتب، ایس معین الحق (کراچی، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، 1990)

3۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق (بیروت، دار الفکر، 2005)

4۔ ابن ہشام، سیرۃ النبویہ (بیروت، دار الفکر، 1986)

5۔ اعجاز، خواتین کی تحریک اور جدید معاشرہ(لاہور، پاکستان، فہم پبلی کیشنز، 2021)

6۔ اقبال، محمد، اسلام میں مذہبی فکر کی تشکیل نو(لاہور، شیخ محمد اشرف، 1930)

7۔ امام الغزالی، اسلام میں خواتین(قاہرہ، اسلامک بک ٹرسٹ، 2004)

8۔ جمال اے بدوی، اسلام میں صنفی مساوات(پلین فیلڈ، IN، امریکن ٹرسٹ پبلیکیشنز، 1995)

9۔ حلق، وائل بی اسلامی قانون کی ابتدا اور ارتقاء(کیمبرج، کیمبرج یونیورسٹی پریس، 2005)

10۔ خالد العنبری، سیرت النبی ﷺ میں خواتین کا کردار(ریاض، دار السلام، 2015)

11۔ رفعت حسن، اسلام اور خواتین کے حقوق(کراچی، رحمن پبلیکیشنز، 2006)

12۔ رفعت حسن، پوسٹ ماڈرن حجاب، مسلم معاشروں میں خواتین کے کردار کی نئی تعریف، جرنل آف اسلامک اسٹڈیز(2006)

13۔ سلمیٰ آفتاب، سماجی ترقی اور خواتین کا کردار(لاہور، الفتح اکیڈمی، 2013)

14۔ سید حسین نصر، اسلامی سائنس، ایک تصویری مطالعہ، عالمی حکمت(1976)

15۔ سید قطب، قرآن کے سائے میں(لیسٹر، اسلامک فاؤنڈیشن، 1980)

16۔ الطبری، تاریخ الرسول والملوک(قاہرہ، دار المعارف، 1967)

17۔ طہ جابر العلوانی، اسلام میں اختلاف کی اخلاقیات(انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ، 1993)

18۔ ظفر خان، اسلام میں خاندانی نظام(کراچی، دار الاشاعت، 2011)

19۔ فردوس، اسلام اور نسوانی خود مختاری(لاہور، پاکستان، ادارہ تحقیقات اسلامی، 2022)

20۔ الفقہ علی المذاہب الأربعة(قاہرہ، دار الکتب، 1985)

21۔ فوزیہ شکیل، خواتین کی سیاسی شرکت، پاکستان کا تناظر(اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2015)

22۔ القرطبیؒ، تفسیر القرطبیؒ(قاہرہ، دار الکتب المصریہ، 1967)

23۔ قریشی، عورت، خاندان اور جدیدیت(کراچی، پاکستان، جامعہ کراچی پریس، 2021)

24۔ کمالی، محمد ہاشم، اسلامی فقہ کے اصول(کیمبرج، اسلامک ٹیکسٹس سوسائٹی، 2008)

25۔ مرزا، تعلیم نسواں اور خودداری(لاہور، پاکستان، سنگ میل پبلی کیشنز، 2018)

26۔ مظہر شیریں، اسلام میں خواتین کا سیاسی کردار(اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2012)

27۔ نصر، سید حسین، اسلام کا دل، انسانیت کے لیے پائیدار اقدار(نیویارک، ہارپر کولنز، 2002)

28۔ یوسف علی، اسلام میں خواتین کا مقام(نئی دہلی، اسلامک بک سروس، 2005)

29۔ Anne Robinson, The Role of Women in Modern Society (New York, USA, Harper & Row, 2015)

cc BY

30- Catherine Miller, Gender Roles and Family Life in the West (Chicago, USA, University of Chicago Press, 2016)

31- Edward L. Deci and Richard M. Ryan, Intrinsic Motivation and Self-Determination in Human Behavior (New York, USA, Plenum Press, 1985)

32- Frantz Fanon, The Wretched of the Earth, translated by Richard Philcox (New York, Grove Press, 2004, Originally published in 1961)

33- Henry Wells, Social Dimensions of Female Autonomy (New York, USA, Columbia University Press, 2019)

34- Immanuel Kant, Groundwork for the Metaphysics of Morals, Translated by Mary Gregor (Cambridge, England, Cambridge University Press, 1997)

35- Isaiah Berlin, Four Essays on Liberty (Oxford, England, Oxford University Press, 1969)

36- Janet Huckaby, Women and Economic Liberty (Cambridge, England, Cambridge University Press, 2020)

37- John L. Esposito, What Everyone Needs to Know About Islam (New York, USA, Oxford University Press, 2011)

38- John Locke, Two Treatises of Government (Oxford, England, Oxford University Press, 2003)

39- John Stuart Mill, On Liberty (London, John W. Parker and Son, 1859)

40- Joseph Martin, The Work-Life Balance Crisis in the West (Oxford, England, Oxford University Press, 2020)

41- Journal of Child Development, Work-Life Balance and Parenting (New York, USA, Routledge, 2020)

42- Journal of Gender Studies, Social Impact of Women's Empowerment (London, England, Sage Publications, 2021)

43- Judith Butler, Gender Trouble ‹Feminism and the Subversion of Identity (New York, USA, Routledge, 1990)

44- Lisa Brown, Gender and Education in Modern Society (Cambridge, England, Cambridge University Press, 2018)

45- Lisa Brown, Women in the Digital Age (USA, MIT Press, 2021)

cc BY

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 20-12-2025

46- Martha C. Nussbaum, Women and Human Development ،The Capabilities Approach (Cambridge, England, Cambridge University Press, 2000)

47- Mary Johnson, Women in the Workforce (New York, USA, HarperCollins, 2022)

48- National Institute of Child Health and Human Development, Parenting and Child Outcomes (Bethesda, MD, National Institute of Child Health and Human Development, 2021)

49- Nina McDonald, Women in Modern Politics (Oxford, England, Oxford University Press, 2018)

50- Richard Gale, Gender and Role Redefinition (Cambridge, USA, Harvard University Press, 2019)

51- Smith Robert, Women and Reform in the West (Oxford University Press, Oxford, 2001)

52- Susan Taylor, Women in Politics ،A Global Perspective (London, England, Routledge, 2017)

53- UN Women, Turning Promises into Action ،Gender Equality in the 2030 Agenda for Sustainable Development (New York, USA, United Nations, 2016)

54- US Congress, Violence Against Women Act of 1994 (Washington, DC, Government Printing Office, 1994)

55- William Foster, The Impact of Feminism on Family Structure (Princeton, USA, Princeton University Press, 2018)

56- World Bank, Women, Business and the Law 2020 (Washington, DC, World Bank Group, 2020)

References

Urdu & Arabic Sources

1. The Holy Qur'an
2. Ibn Sa'd. (1990). *Kitab al-Tabaqat al-Kabir* (S. M. Haq, Ed.). Pakistan Historical Society.
3. Ibn Asakir. (2005). *Tarikh Dimashq*. Dar al-Fikr.
4. Ibn Hisham. (1986). *Sirat al-Nabawiyya*. Dar al-Fikr.
5. Aijaz. (2021). *Khawateen ki tehreek aur jadeed muashira* [Women's movement and modern society]. Fahm Publications.
6. Iqbal, M. (1930). *Islam mein mazhabi fikr ki tashkeel-e-nau* [The reconstruction of religious thought in Islam]. Sheikh Muhammad Ashraf.

7. Al-Ghazali, Imam. (2004). *Islam mein khawateen* [Women in Islam]. Islamic Book Trust.

8. Badawi, J. A. (1995). *Islam mein sinfi musawat* [Gender equity in Islam]. American Trust Publications.

9. Hallaq, W. B. (2005). *Islami qanoon ki ibtida aur irtiqa* [The origins and evolution of Islamic law]. Cambridge University Press.

10. Al-Anbari, K. (2015). *Seerat-un-Nabi (PBUH) mein khawateen ka kirdar* [The role of women in the Prophetic biography]. Darussalam.

11. Hassan, R. (2006). *Islam aur khawateen ke huqooq* [Islam and women's rights]. Rehman Publications.

12. Hassan, R. (2006). Post-modern hijab: Re-defining women's roles in Muslim societies. *Journal of Islamic Studies*.

13. Shaheen, Z. (2012). *Pakistani khawateen aur maishiyat* [Pakistani women and economy]. Danish Publishers.

14. Aftab, S. (2013). *Samaji taraqqi aur khawateen ka kirdar* [Social development and the role of women]. Al-Fatah Academy.

15. Nasr, S. H. (1976). *Islami science: Aik tasveeri mutala* [Islamic science: An illustrated study]. World of Islam Festival Trust.

16. Qutb, S. (1980). *Quran ke saye mein* [In the shade of the Qur'an]. Islamic Foundation.

17. Al-Tabari. (1967). *Tarikh al-Rusul wa al-Muluk*. Dar al-Ma'arif.

18. Al-Alwani, T. J. (1993). *Islam mein ikhtilaf ki akhlaqiyat* [The ethics of disagreement in Islam]. International Institute of Islamic Thought (IIIT).

19. Khan, Z. (2011). *Islam mein khandani nizam* [Family system in Islam]. Dar-ul-Ishaat.

20. Firdaus. (2022). *Islam aur niswani khud-mukhtari* [Islam and female autonomy]. Islamic Research Institute.

21. Al-Jaziri, A. R. (1985). *Al-Fiqh 'ala al-madhahib al-arba'ah*. Dar al-Kutub.

22. Shakeel, F. (2015). *Khawateen ki siyasi shirkat: Pakistan ka tanazur* [Women's political participation: Pakistan's perspective]. National Book Foundation.

23. Al-Qurtubi. (1967). *Tafsir al-Qurtubi*. Dar al-Kutub al-Misriyya.

24. Qureshi. (2021). *Aurat, khandan aur jadeediyat* [Woman, family, and modernity]. University of Karachi Press.

25. Qureshi, Q. (2010). *Islam mein khawateen ka maqam* [The status of women in Islam]. Idara Ma'arif-e-Islami.

26. Kamali, M. H. (2008). *Islami fiqh ke usool* [Principles of Islamic jurisprudence]. Islamic Texts Society.

27. Mirza. (2018). *Taleem-e-niswan aur khud-iradiyat* [Women's education and self-determination]. Sang-e-Meel Publications.

28. Shereen, M. (2012). *Islam mein khawateen ka siyasi kirdar* [Political role of women in Islam]. National Book Foundation.

29. Nadvi, S. S. (1999). *Khilafat-o-Mulukiyat*. Idara-e-Talimat-e-Ahle-Sunnat.

30. Nasr, S. H. (2002). *The heart of Islam: Enduring values for humanity*. HarperCollins.

31. Ali, Y. (2005). *Islam mein khawateen ka maqam* [Status of women in Islam]. Islamic Book Service.

English Sources

36. Robinson, A. (2015). *The role of women in modern society*. Harper & Row.
37. Miller, C. (2016). *Gender roles and family life in the West*. University of Chicago Press.
38. Deci, E. L., & Ryan, R. M. (1985). *Intrinsic motivation and self-determination in human behavior*. Plenum Press.
39. Fanon, F. (2004). *The wretched of the earth* (R. Philcox, Trans.). Grove Press. (Original work published 1961).
40. Wells, H. (2019). *Social dimensions of female autonomy*. Columbia University Press.
41. Kant, I. (1997). *Groundwork for the metaphysics of morals* (M. Gregor, Trans.). Cambridge University Press.
42. Berlin, I. (1969). *Four essays on liberty*. Oxford University Press.
43. Huckaby, J. (2020). *Women and economic liberty*. Cambridge University Press.
44. Esposito, J. L. (2011). *What everyone needs to know about Islam*. Oxford University Press.
45. Locke, J. (2003). *Two treatises of government*. Oxford University Press.
46. Mill, J. S. (1859). *On liberty*. John W. Parker and Son.
47. Martin, J. (2020). *The work-life balance crisis in the West*. Oxford University Press.
48. *Journal of Child Development*. (2020). *Work-life balance and parenting*. Routledge.
49. *Journal of Gender Studies*. (2021). *Social impact of women's empowerment*. Sage Publications.
50. Butler, J. (1990). *Gender trouble: Feminism and the subversion of identity*. Routledge.
51. Brown, L. (2018). *Gender and education in modern society*. Cambridge University Press.
52. Brown, L. (2021). *Women in the digital age*. MIT Press.
53. Nussbaum, M. C. (2000). *Women and human development: The capabilities approach*. Cambridge University Press.
54. Johnson, M. (2022). *Women in the workforce*. HarperCollins.
55. National Institute of Child Health and Human Development. (2021). *Parenting and child outcomes*.
56. McDonald, N. (2018). *Women in modern politics*. Oxford University Press.
57. Gale, R. (2019). *Gender and role redefinition*. Harvard University Press.
58. Robert, S. (2001). *Women and reform in the West*. Oxford University Press.
59. Taylor, S. (2017). *Women in politics: A global perspective*. Routledge.
60. UN Women. (2016). *Turning promises into action: Gender equality in the 2030 agenda for sustainable development*. United Nations.
61. US Congress. (1994). *Violence Against Women Act of 1994*. Government Printing Office.
62. Foster, W. (2018). *The impact of feminism on family structure*. Princeton University Press.
63. World Bank. (2020). *Women, business and the law 2020*. World Bank Group.